

رسائل و مسائل

مِثَاقِ النَّبِیِّینَ

سوال: تفہیم القرآن سورہ آل عمران ۲۶۸، آیت ۴۹، وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ... الخ کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے حاشیہ نمبر ۶۹ میں درج کیا ہے کہ ”یہاں اتنی بات اور سمجھ لینی چاہیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہر نبی سے یہی عہد لیا جاتا رہا ہے اور اسی بنا پر ہر نبی نے اپنی امت کو بعد کے نبی کے لئے نبی کی خبر دی ہے اور اس کا ساتھ دینے کی ہدایت کی ہے۔ لیکن نہ قرآن میں، نہ حدیث میں، کہیں بھی اس امر کا پتہ نہیں چلتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا عہد لیا گیا ہو، یا آپ نے اپنی امت کو کسی بعد کے آنے والے نبی کی خبر دے کر اس پر ایمان لانے کی ہدایت فرمائی ہو۔“

اس عبارت کا مطالعہ کرنے کے بعد دل میں یہ بات آئی کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نہیں فرمایا، لیکن خود قرآن مجید میں سورہٴ اعراب میں ایک مِثَاقِ کَافِرِیْنَ آیت ہے وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِكَ... الخ۔ یہاں لفظ مِثَاقِ کے ذریعے نبی صلعم سے خطاب ہے۔ مِثَاقِ وہی ہے کہ جس کا ذکر سورہٴ آل عمران میں ہو چکا ہے۔ ہر دو سورتوں، یعنی آل عمران اور الاعراب کی مذکورہ بالا آیات میں مِثَاقِ کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی مِثَاقِ جو دوسرے انبیاء سے لیا گیا تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی لیا گیا ہے۔

مد اصل یہ سوال احمادیوں کی ایک کتاب پڑھنے سے پیدا ہوا ہے جس میں ان دونوں سورتوں کی محمولہ بالا آیات کی تفسیر ایک دوسرے کی مدد سے کی گئی ہے اور لفظ ”مِنْكَ“ پر ٹبری

بحث درج ہے۔

جواب :- آیت وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ... (الاعراف ۱۰۸)

سے قادیانی حضرات جو استدلال کرتے ہیں وہ اگر نبی براخلاص ہے تو ان کی جہالت پر دلالت کرتا ہے اور اگر قصد اُدھوکا دینے کی نیت سے ہے تو یہ ان کی ضلالت پر دلالت کرتا ہے۔ وہ ایک مضمون تو سورہ آل عمران کی آیت وَإِذْ أَخَذْنَا اللَّهُ مِيثَاقَ الْنَّبِيِّينَ..... رکوع ۱۵ سے لیتے ہیں جس میں انبیاء اور اُن کی امتوں سے کسی آنے والے نبی کی پیروی کا عہد لیا گیا ہے، اور دوسرا مضمون سورہ اعراب کی مذکورہ بالا آیت سے لیتے ہیں جس میں دوسرے انبیاء کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایک عہد لیے جانے کا ذکر ہے، پھر دونوں کو جوڑ کر اس سے یہ تیسرا مضمون خود بنا ڈالتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کسی آنے والے نبی پر ایمان لانے اور اس کی تائید و نصرت کرنے کا عہد لیا گیا تھا۔ حالانکہ جس آیت میں آنے والے نبی پر ایمان لانے کے ميثاق کا ذکر ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ عہد ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی لیا ہے، اور جس آیت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عہد لیے جانے کا ذکر ہے اس میں کوئی تصریح اس امر کی نہیں ہے کہ یہ عہد کسی آنے والے نبی کی پیروی کا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ آخر ان دو مختلف مضمونوں کو جوڑ کر ایک تیسرا مضمون جو قرآن میں کہیں نہ تھا، کس دلیل سے پیدا کر لیا گیا ؟

اس کے لیے اگر ہر سکتی تھیں تو تین ہی دلیلیں ہو سکتی تھیں :

۱۔ یا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے بعد صحابہ کو جمع کر کے اعلان فرمایا ہوتا کہ لوگو! اللہ نے مجھ سے یہ عہد لیا ہے کہ میرے بعد جو نبی آئے اس پر میں ایمان لاؤں اور اس کی تائید و نصرت کروں، لہذا میرے متبع ہونے کی حیثیت سے تم بھی اس کا عہد کرو۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ حدیث کے پورے ذخیرے میں اس مضمون کا کہیں نام و نشان تک نہیں، بلکہ اسی کثرت روایات ایسی موجود ہیں جن سے یہ مضمون نکلتا ہے کہ حضور پر سلسلہ نبوت ختم ہو گیا اور آپ کے بعد اب کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں ہے۔ کیا یہ باور کیا جاسکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسا اہم ميثاق لیا گیا ہوتا

اور اپنے اسے یوں نظر انداز کر دیا ہوتا، اور اسی ایسی باتیں فرمائی ہوتیں جن سے حجت پکڑ کر آپ کی امت کا
سوا د اعظم خدا کے فرستادہ نبی پر ایمان لانے سے محروم رہ جاتا؟

دوسری دلیل یہ مضمون پیدا کرنے کے لیے یہ ہو سکتی تھی کہ قرآن میں انبیاء اور ان کی امتوں سے بس ایک ہی
میشاق لیے جانے کا ذکر نہ ہوتا، یعنی یہ کہ بعد کے آنے والے نبی پر ایمان لانا۔ اس کے سوا کسی اور میثاق کا پورے قرآن میں
کہیں ذکر ہی نہ ہوتا۔ اس صورت میں یہ استدلال کیا جاسکتا تھا کہ سورہٴ اعراب الی آیت میثاق میں بھی لامحالہ
یہی میثاق مراد ہوگا۔ لیکن اس دلیل کے لیے بھی کوئی گنجائش موجود نہیں ہے، کیونکہ قرآن میں متعدد میثاقوں کا
ذکر آیا ہے مثلاً سورہٴ بقرہ رکوع ۱۰ میں بنی اسرائیل سے اللہ کی بندگی اور والدین سے حسن سلوک اور آپس کی
خون ریزی سے پرہیز وغیرہ کا میثاق لیا جاتا ہے۔ سورہٴ آل عمران رکوع ۹۱ میں تمام اہل کتاب کے اس بات کا میثاق
لیا جاتا ہے کہ خدا کی جو کتاب تمہارے حوالے کی گئی ہے اس کی تعلیمات کو چھپاؤ گے نہیں بلکہ اس کی عام
اشاعت کرو گے۔ سورہٴ اعراف رکوع ۲۱ میں بنی اسرائیل سے عہد لیا جاتا ہے کہ وہ اللہ کے نام پر حق کے سوا
کوئی بات نہ کہیں گے، اور اللہ کی دی ہوئی کتاب کو مضبوط ہاتھوں سے تھامیں گے، اور اس کی تعلیمات کو
یاد رکھیں گے۔ سورہٴ مائدہ رکوع ۱ میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں کو ایک میثاق یاد دلایا جاتا ہے جو
انہوں نے اللہ سے کیا تھا اور وہ یہ ہے کہ قسم اللہ سے مع و طاعت کا عہد کر چکے ہو۔ سوال یہ ہے کہ اگر سورہٴ
اعزاب والی آیت میں میثاق کے مضمون کی تصریح کے بغیر مجرّد میثاق کا ذکر آیا تھا، تو اس خلاء کو ان بہت سے
میثاقوں میں سے کسی ایک سے بھرنے کے بجائے بالخصوص سورہٴ آل عمران رکوع ۹ والے میثاق ہی سے
کیوں بھرا جاتے؟ اس ترجیح کے لیے خود ایک دلیل دیکھا ہے جو کہیں موجود نہیں۔ اس کے جواب میں اگر
کوئی یہ کہے کہ دونوں جگہ چونکہ ہمیشہ میثاق لینے کا ذکر ہے، اس لیے ایک آیت کی تشریح دوسری آیت سے
کر لی گئی، تو میں عرض کروں گا کہ دوسرے جتنے میثاق بھی انبیاء کی امتوں سے لیے گئے ہیں وہ براہ راست کسی
امت سے نہیں لیے گئے بلکہ انبیاء کے واسطے ہی سے لیے گئے ہیں۔ اور آخر قرآن میں بصیرت رکھنے والا کون
شخص اس بات سے ناواقف ہے کہ ہر نبی سے کتاب اللہ کو مضبوط تھامنے اور اس کے احکام کی پیروی کرنے کا عہد لیا گیا؟
تیسری دلیل یہ ہو سکتی تھی کہ سورہٴ اعراب کا سیاق و سباق یہ بتا رہا ہوتا کہ یہاں میثاق سے مراد کون

ولے نبی پر ایمان لانے کا ميثاق ہی ہو سکتا ہے لیکن یہاں معاملہ بالکل ہی برعکس ہے۔ ميثاق و سابق تو اٹھا اس بات پر ولایت کر رہا ہے کہ یہاں یعنی ہر وہی نہیں سکتے۔ سورہ انزاب شروع ہی اس فقرے سے ہوتی ہے کہ لے نبی اللہ سے ڈرو اور کافروں اور منافقوں سے نہ دلو اور جو جی تمہارا رب بھیجتا ہے اسی کے مطابق عمل کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔ اس کے بعد حکم سنایا جاتا ہے کہ جاہلیت کے زمانے سے متنبی بنانے کا جو طریقہ چلا آ رہا ہے اس کو اور اس سے تعلق رکھنے والے تمام اہام احمدوں کو توڑ دو اور اس کے بعد فرمایا جاتا ہے کہ خیر خونی شتوں میں صرف ایک ہی رشتہ ایسا ہے جو خونی رشتوں سے بھی بڑھ کر حرمت والا ہے، اور وہ ہے نبی اور مومنین کا رشتہ جس کی بنا پر نبی کی بیویاں ان کی ماؤں کی طرح ان پر حرام ہیں، ورنہ باقی تمام معاملات میں رحمی اور خونی رشتے ہی اللہ کی کتاب کی رو سے حرمت اور استحقاق وراثت کے لیے اولیٰ و انسب ہیں۔ یا حکام بیان فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ ميثاق یاد دلاتا ہے جو اس نے تمام انبیاء سے ہمیشہ یا ہے اور ان کی طرح آپ سے بھی ایسا ہے۔ اب مسئلہ آدمی خود ہی دیکھ سکتا ہے کہ اس سلسلہ کلام میں آخر کس مناسبت سے ایک آنے والے نبی پر ایمان لانے کا ميثاق یاد دلایا جاسکتا تھا، یہاں تو اگر یاد دلایا جاسکتا تھا تو یہی ميثاق یاد دلایا جاسکتا تھا جو خدا کی کتاب کو مضبوط تھا منہ اور اس کے احکام کو یاد رکھنے اور ان پر عمل کرنے اور دنیا پر ان کا اظہار کرنے کے لیے تمام انبیاء سے یاد کیا ہے پھر آگے چل کر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف صاف حکم دیتا ہے کہ آپ خود اپنے متنبی زید بن حارثہ کی مطلقہ بیوی سے نکاح کر کے جاہلیت کے اس ویم کو توڑ دیں جس کی بنا پر لوگ مذہب بولے بیٹے کو بالکل مصلیٰ بیٹے کی طرح سمجھتے تھے۔ اور جب کفار و منافقین اس پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو علی الترتیب تین جواب دیتا ہے :

۱۔ اہل توحید تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں کہ اس کی مطلقہ بیوی ان پر حرام ہوتی، اور اگر تم کہتے ہو کہ وہ ان کے لیے حلال تھی بھی تو اس سے نکاح کرنا کیا ضرور تھا، تو یہ اس لیے موزی تھا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں جس کا کام یہی ہے کہ اس چیز کو اللہ مٹانا چاہتا ہے، اسے خود آگے بڑھ کر مٹائے، اور مزید یہاں ان کو ایسا کہنا اس لیے بھی ضروری تھا کہ وہ محض رسول ہی نہیں بلکہ خاتم النبیین ہیں، اگر وہ جاہلیت کی ان رسوم کو مٹا کر نہ جائیں گے تو پھر کوئی ایسا نبی آنے والا بھی نہیں ہے جو انہیں مٹائے۔

۲۔ اس مضمون بالحق کہ اگر کوئی شخص مضمون سابق کے ساتھ ملا کر پڑھے تو وہ یقیناً سمجھ جائے گا کہ اس ميثاق و سابق میں جو